سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیسویں

رسالہ نمبر 2

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۱۳۱۵ھ

رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کرام کا مسلمان ہونا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۱۳۱۵ھ

(رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آباؤاجداد کرام کا مسلمان ہونا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۴: از معسکر بنگلور، مسجد جامع مدرسہ جامع العلوم مرسلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبدالغفار صاحب قادری نسبًا و طریقۃً، اعلٰی مدرس مدرسہ مذکور ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ سرورکائنات فخر موجودات رسول خدا محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ آدم علٰی نبینا وعلیہ السلام تک مومن تھے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔** عـــہ (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللھم لك الحمد الدائم الباطن الظاھر	اے اللہ! تیرے لئے ظاہری و باطنی طور پر دائمی

عـــہ: اس سوال کے جواب میں "ھدایۃ الغوی فی اسلام آباء النبی" مصنفہ مولوی صاحب موصوف تھا، یہ اسی کی تصدیق میں لکھا گیا۔

صل وسلم علی المصطفی الکریم نورك الطیب الطاھر الزاھر الذی نزھته من کل رجس اودعته فی کل مستودع طاھر ونقلته من طیبٍ الی طیبٍ فله الطیب الاول و الاٰخر و علی اٰله و صحبه الا طائب الا طاھر اٰمین۔	حمد ہے۔درود وسلام نازل فرما مصطفٰی کریم پر جو تیرا طیب و طاہر اور روشن نور ہیں جن کو تو نے ہر نجاست سے منزہ کیا ہے اور پاک محل میں ودیعت فرمایا ہے۔اور ستھرے سے ستھرے کی طرف منتقل فرمایا ہے۔اول وآخر اس کے لئے پاکیزگی ہے،اوران کی طیب،طاہر آل اور اصحاب پر۔آمین! (ت)

اولاً(پہلی دلیل): اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ" [1]۔	بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرنًا فقرنًا حتی کنت من القرن الذی کنت منه۔رواہ البخاری [2] فی صحیحه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔	ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجاگیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔(اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے۔

لم یزل علی وجه الدھر(الارض)سبعة مسلمون فصاعدًا فلولا ذٰلك ھلکت الارض ومن علیھا۔اخرجه عبد الرزاق [3] وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین۔	روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں،ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔(اس کو عبدالرزاق اورابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۱

[2] صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۳

[3] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة بحواله عبدالرزاق وابن المنذر المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/ ۱۷۴

حدیث میں ہے:

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یرفع الله بھم عن اھل الارض[4]۔	نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالٰی اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لااقل سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیار قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آباء وامہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگان صالح و مقبول سے ہوں ورنہ معاذاللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و قرآن عظیم میں ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

اقول: والمعنی ان الکافر لا یستاھل شرعًا ان یطلق علیہ انه من خیار القرن لاسیما وھناك مسلمون صالحون وان لم یرد الخیریة الا بحسب النسب، فافھم۔	**اقول:** (میں کہتا ہوں۔ت) کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعًا اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جاسکے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ ۱۲۔ (ت)

یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائی فاللہ یجزیه الجزاء الجمیل (اللہ تعالٰی ان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔ت)

ثانیًا: قال الله عزوجل "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ"[5]۔	**دوسری دلیل:** اللہ تعالٰی نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (ت)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

[4] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة بحوالہ احمد فی الزھد الخ المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/ ۱۷۴، الحاوی للفتاوٰی بحوالہ احمد فی الزھد والخلال فی کرامات الاولیاء الخ دار الکتب العلمیة بیروت ۲/ ۲۱۲

[5] القرآن الکریم ۹/ ۲۷

لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاھرۃ مصفی مھذبا لاتنشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما۔ رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ[6] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	ہمیشہ اللہ تعالٰی مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو نعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات[7]۔	میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی۔ رواہ ابن ابی عمرو العدنی[8] فی مسندہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ت)

توضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہات کرام طاہرات سب اہل ایمان وتوحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافر وکافرہ کے لیے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامۃ الورٰی فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء وامام ابن حجر مکی وعلامہ محمد زرقانی

[6] الحاوی للفتاوی بحوالہ ابی نعیم مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲ /۲۱۱، دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص۱۱و۱۲

[7] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱ /۶۷، الحاوی للفتاوی مسالک الحنفاء فی والدی المصطفٰی دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲ /۲۱۰

[8] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما شرف نسبہ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۱ /۶۳، نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ ابن ابی عمرو العدنی مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱ /۴۳۵

شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید وتصویب کی۔

ثالثًا: قال الله تبارك وتعالٰی: "وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ " [9]۔	تیسری دلیل: اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا: بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔

امام رازی فرماتے ہیں: معنیٰ آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا [10] تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔امام سیوطی وامام ابن حجر وعلامہ زرقانی [11] وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی۔اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کے موید روایت ابو نعیم [12] کے یہاں آئی:

وقد صرحوا ان القرآن محتج به علی جمیع وجوهه و لا ینفی تاویل تاویلا ویشهد له عمل العلماء فی الاحتجاج بالایات علی احد التاویلا تقدیما وحدیثا۔ رابعًا: قال المولٰی سبحنه وتعالٰی "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" [13]	علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی،اس کے لیے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔(ت) چوتھی دلیل: اللہ تعالٰی نے فرمایا: البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا۔

اللہ اکبر! بارگاہ عزت میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل وعلا نے فرمایا ہی تھا:

[9] القرآن الکریم ۲۶ /۲۱۷ تا ۲۱۹

[10] مفاتیح الغیب تحت آیۃ ۲۶ / ۲۱۹__ ۲۴/ ۱۴۹

[11] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الاول باب وفات امه صلی الله علیه وسلم دار المعرفه بیروت ۱ /۱۷۴

[12] شرح الزرقانی بحواله ابی نعیم المقصد الاول باب وفات امه صلی الله علیه وسلم دار المعرفه بیروت ۱ /۱۷۴، دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الثانی عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۱ و ۱۲

[13] القرآن الکریم ۹۳/ ۵

سنرضیك فی امتك ولا نسؤك رواہ مسلم[14] فی صحیحہ۔	قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردینگے اور تیرا دل برا نہ کریں گے۔(اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ت)

مگراس عطاورضاکامرتبہ یہاں تک پہنچاکہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنھما[15]۔	میں نے اسے سراپاآگ میں ڈوبا ہوا پایاتو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا(اس کو امام بخاری وامام مسلم نے ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:

ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار۔رواہ ایضاً رضی اللہ تعالٰی عنہ[16]۔	اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا(اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

[14] صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لامتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۳

[15] صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۸،صحیح البخاری کتاب الادب کنیۃ المشرك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۷،صحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵،مسند احمد بن حنبل عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۰۶

[16] صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵،صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۸،صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۷

اھون اھل النار عذابا۔ رواہ[17] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے (امام بخاری و مسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ ت)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابو طالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، وللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی) نے اشارہ فرمایا:

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تبارک تعالٰی کی طرف سے ہے۔ ت) تقریر دلیل یہ ہے کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابو طالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاری و غمخواری و پاسداری وخدمت گزاری کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عم الرجل صِنوُ اَبِیہِ رواہ الترمذی[18] بسند حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن علی والطبرانی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم	آدمی کا چچا اس کے باپ کے بجائے ہوتا ہے اس کو امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے جبکہ طبرانی کبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

شق اول باطل ہے، قال اللہ عزوجل (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا):

---

[17] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵

[18] جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲ /۲۱۷، المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۹۸ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۳۵۳

"وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ "[19]۔	اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔(ت)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، لاجرم شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا "[20]۔

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر و باہر ہے اور بالبداہت واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہر گز اتنا گراں نہیں ہوسکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز و اکرام جو حضرت والدین کے چھٹکارے میں، تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت کے زیادہ مستحق تھے، وبوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا معاوضہ ہے تو پھر کون سی پرورش جزئیت کے برابر ہوسکتی ہے، کون سی خدمت حمل و وضع کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حق والدین کے برابر ہوسکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا:

" اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ "[21]۔	حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا جواب نہیں، ہر چند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا، بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انھیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابو طالب کا عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔ **وھو المقصود والحمد للہ العلی الودود** اور وہی مقصود ہے، (اور تمام تعریفیں بُلندی و محبت

---

[19] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

[20] صحیح البخاری کتاب مناقب انصار قصہ ابی طالب ۱/ ۵۴۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/ ۱۱۵، مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۷و۲۱۰

[21] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

والے اللہ کے لئے ہیں۔ت)

خامسًا: اقول: قال المولٰی عزوعلا: "لَایَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ" [22]۔	**پانچویں دلیل: اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) مولٰی عزوجل نے فرمایا: برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اولادِ امجادِ حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آتے دیکھا، جب پاس آئیں، فرمایا:

ما اخرجك من بيتك؟	اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی:

آتیت اهل هذا المیت فترحمت الیهم وعزیتهم بمیتهم۔	یہ جو ایک میت ہو گئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے گئی تھی۔

فرمایا:

لعلك بلغت معهم الكدٰی۔	شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔

عرض کی:

معاذاللہ ان اکون بلغتها وقد سمعتك تذكر فی ذٰلك ماتذكر۔	خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس بات میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لو بلغتها معهم ما رایت الجنة حتی یراها جدا بیك۔ رواه ابوداؤد [23] والنسائی۔ واللفظ له عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنهما، اما ابوداؤد	اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور لفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، امام ابوداؤد

---

[22] القرآن الکریم ۵۹/ ۲۰

[23] سنن النسائی کتاب الجنائز باب النعی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۶۵و۲۶۶ وسنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب التعزیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۸۹

فتادب وکنّٰی وقال فذکر تشدیدافی ذٰلك واما ابو عبدالرحمن فادّٰی لتبلیغ العلم واداء الحدیث علٰی وجہہ لکل وجھۃ ھو مولیھا۔	نے از راہ ادب بطور کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن امام ابو عبدالرحمٰن نے کھل کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔ (ت)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائدِ اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے نگاہ انصاف درکار، عورتوں کا قبرستان جانا غایت درجہ اگر ہے تو معصیت ہے، اور ہرگز کوئی معصیت مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کرسکتی، اہلسنت کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذاللہ مواخذے کے بعد، اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب، اور بے ضرورت تاویل ناجائز، اور عصمت نوع بشر میں خاصہ حضرات انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء ہے، ان کے غیر سے اگرچہ کیسا ہی عظیم الدرجات ہو، وقوع گناہ ممکن ومتصور۔ یہ چاروں باتیں عقائد اہل سنت میں ثابت ومقرر، اب اگر بحکم مقدمہ رابعہ مقابر تک بُلوغ فرض کیجئے تو بحکم مقدمہ ثالثہ جزاء کا ترتب واجب، اور اس تقدیر پر کہ حضرت عبدالمطلب کو معاذاللہ غیر مسلم کہئے بحکم مقدمتین اولین ونیز بحکم آیت کریمہ محال وباطل، تو واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق وفاروق وعثمان وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔ اب معنی حدیث بلا تکلف اور بے حاجت تاویل وتصرف عقائد اہلسنت سے مطابق ہے یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخل بہشت ہوں گے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہئے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت)

سادسًا، اقول: قال ربنا الاعز الاعلٰی عزوعلا: "وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ "[24]۔ وقال تعالٰی: "یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا	**چھٹی دلیل: اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) ہمارے پروردگار اعز و اعلٰی عزوعلا نے فرمایا، عزت تو اللہ ورسول اور مسلمان ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے لوگو!

[24] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾ "[25]۔	ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان آیات کریمہ میں رب العزت جل وعلانے عزت وکرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو، لئیم وذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم وذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز وکریم کے لیے باعث مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من انتسب الی تسعۃ اٰباء کفار یرید بھم عزّا وکرمًا کان عاشرھم فی النار۔رواہ احمد [26]عن ابی ریحانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔	جو شخص عزت وکرامت چاہنے کو اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔(اس کو امام احمد نے ابو ریحانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا۔ت)

اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز ومدح میں بارہا اپنے آبائے کرام وامہات کرائم کا ذکر فرمایا۔
روزِ حنین جب ارادہ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کے لئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسول غالب پر شان جلال طاری تھی:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب۔رواہ احمد والبخاری ومسلم [27]والنسائی عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔(اس کو احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

[25] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۳

[26] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴ /۱۳۴

[27] صحیح البخاری کتاب الجھاد باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۰۱، صحیح مسلم کتاب الجھاد باب غزوۃ حنین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۰۰

حضور قصد فرمارہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب وحضرت ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرمارہے ہیں:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب رواہ ابو بکر بن ابی شیبة [28] (وابو نعیم عنه رضی الله تعالٰی عنه)	میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

امیر المومنین عمر لگام روکے ہیں اور حضرت عباس دُمچی تھامے، اور حضور فرمارہے ہیں،

قدما ھا، انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، رواہ ابن عساکر [29] عن مصعب بن شیبة عن ابیه رضی الله تعالٰی عنه۔	اسے بڑھنے دو، میں ہوں نبی صریح حق پر، میں ہوں عبد المطلب کا پسر، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (اس کو ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ سے ان کے باپ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ت)

جب کافر نہایت قریب آگئے، بغلہ طیبہ نے نزول اجلال فرمایا، اس وقت بھی یہی فرماتے تھے،

انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، اللھم انزل نصرك۔ رواہ ابن ابی شیبة [30] وابن ابی جریر عن البراء رضی الله تعالٰی عنه۔	میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، الٰہی! اپنی مدد نازل فرما۔ (اس کو ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

[28] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب السیر حدیث ۳۳۵۷۳ دار العلمیة بیروت ۶ /۵۳۵، کنز العمال بحوالہ ش وابی نعیم حدیث ۳۰۲۰۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰ /۵۴۰

[29] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۲۸۵۸ شیبة بن عثمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵ /۱۷۲

[30] کنز العمال بحوالہ ش وابن جریر حدیث ۳۰۲۰۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۰ /۵۴۱

پھر ایک مشت خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا:

شاھت الوجوہ[31]۔　　　　چہرے بگڑ گئے۔

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کر دی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی،

وصلی اللہ تعالٰی علی الحق المبین سید المنصورین والہٖ وبارك وسلم۔	اللہ تعالٰی درود و سلام اور برکت نازل فرمائے حق مبین پر جو مدد کئے ہوؤں کے سردار ہیں اور آپ کی آل پر۔(ت)

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا:

انا ابن العواتك من بنی سلیم۔ رواہ سعید بن منصور[32] فی سننہٖ والطبرانی فی الکبیر عن سبابۃ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔(اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور طبرانی معجم کبیر میں سبابہ بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

ایک حدیث میں ہے، بعض غزوات میں فرمایا:

انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، انا ابن العواتك۔ رواہ ابن عساکر[33] عن قتادہ۔	میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا، میں ہوں ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا(اس کو ابن عساکر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت)

---

[31] کنزالعمال حدیث ۳۰۲۱۳ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/ ۵۴۱، جامع البیان(تفسیر ابن جریر)تحت الآیۃ لقد نصرکم اللہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۱۸

[32] کنزالعمال بحوالہ ص وطب حدیث ۳۱۸۷۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۴۰۲، المعجم الکبیر بحوالہ ص و طب حدیث ۶۷۲۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۶۹

[33] تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ امہ وجداتہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۶۰

علامہ مناوی صاحب تیسیر وامام مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس وجوہری صاحب صحاح وصنعانی وغیرہم نے کہا: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا[34]۔ابن بری نے کہا: وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین ۳ سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے،اور دو ۲ قرشیات،دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ،اسدیہ،ہذلیہ، قضاعیہ،ازدیہ،ذکرہ فی تاج العروس[35] (اسے تاج العروس میں ذکر کیا گیا۔ت)

ابوعبداللہ عدوسی نے کہا: وہ بیبیاں چودہ ۱۴ تھیں، تین قرشیات،چار سلمیات،دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ،قحطانیہ،قضاعیہ، ثقفیہ،اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔رواہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر (اس کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ت) اور ظاہر ہے کہ قلیل نافی کثیر نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح وبیان فضائل کریمہ میں اکیس ۲۱ پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کرکے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء وامہات مسلمین ومسلمات ہوں۔وللہ الحمد (اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے۔ت)

سابعًا: قال اللہ سبحٰنہ وتعالٰی: " اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ "[36]۔	ساتویں دلیل: اللہ سبحٰنہ وتعالٰی نے فرمایا: اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ تو ناراستی کے کام والا ہے۔(ت)

آیہ کریمہ نے مسلم وکافر کا نسب قطع فرمادیا ولہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں پہنچتا۔اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نحن بنو النضر بن کنانۃ لا ننتفی من ابینا۔رواہ	ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے (اسکو

[34] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا ابن العواتك مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۲۷۵، الصحاح باب الکاف فصل العین تحت لفظ عاتکہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۱۱

[35] تاج العروس باب الکاف فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/ ۱۵۹

[36] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶

ابوداؤد الطیالسی وابن سعد والامام احمد[37] وابن ماجة والحارث والماوردی سمویه وابن قانع والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم والضیاء المقدسی فی صحیح المختارة عن الاشعث بن قیس الکندی رضی الله تعالٰی عنه۔	ابو داؤد طیالسی، ابن سعد، امام احمد، ابن ماجہ، حارث، ماوردی، سمویہ، ابن قانع، طبرانی کبیر، ابو نعیم اور ضیاء مقدسی نے صحیح مختارہ میں اشعث بن قیس الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذاللہ جدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

ثامنًا وتاسعًا، اقول: قال العلی الاعلی تبارك وتعالٰی "اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ "[38]۔	**آٹھویں اور نویں دلیل:** میں کہتا ہوں علی اعلی تبارک وتعالٰی نے فرمایا: بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

غفر الله عزوجل لزید بن عمرو ورحمه فانه مات علی دین ابراهیم۔	اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوۃ و

[37] کنز العمال بحواله الحارث والباوردی وسمویه وغیره حدیث ۳۵۵۱۳ مؤسسة الرساله بیروت ۱۲ /۴۴۲، سنن ابن ماجة ابواب الحدود باب من نفی رجلا من قبیلة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۱، مسند احمد بن حنبل حدیث الاشعث بن قیس الکندی المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۲۱۱، ۲۱۲، المعجم الکبیر حدیث ۲۱۹۰ و ۲۱۹۱ المکتب الفیصلیة بیروت ۲ /۲۸۶، مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث الاشعث بن قیس حدیث ۱۰۴۹ دار المعرفة بیروت الجز الرابع ص ۱۴۱، الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من انتہٰی الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم دار صادر بیروت ۱۰ /۲۳، دلائل النبوة للبیهقی باب ذکر شرف اصل رسول الله صلی الله علیه وسلم دار الکتب العلمیه بیروت ۱ /۱۷۳

[38] القرآن الکریم ۹۸ /۶، ۷

رواہ البزار والطبرانی [39] عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	السلام پر تھے۔(اس کو بزار اور طبرانی نے سیدنا سعید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

اور ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکی نسبت فرمایا:

رأیته فی الجنة یسحب ذیولا۔رواہ ابن سعد [40] و الفاکھی عن عامر بن ربیعة رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	میں نے اسے جنت میں نازکے ساتھ دامن کشاں دیکھا(اس کو ابن سعد اور فاکہی نے حضرت عامر بن ربیع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور بیہقی وابن عساکر کی حدیث میں بطریق مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وھذہ روایة البیھقی (اور یہ بیہقی کی روایت ہے۔):

انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالك بن النضر بن کنانة بن خزیمة بن مدرکة بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ماافترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیر ھما فاخرجت من بین ابوین فلم یصبنی شیئ من عھد الجاھلیة وخرجت من نکاح و لم اخرج من سفاح من لدن اٰدم حتی انتھیت الی ابی وامی فأنا خیرکم نفسا وخیرکم ابا [41] وفی لفظ فانا خیرکم	میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ کبھی لوگ دو گروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالٰی نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا آدم سے لے کر اپنے والدین تک، تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

---

[39] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ سعید بن زید دار صادر بیروت ۳ /۳۸۱

[40] فتح الباری بحوالہ ابن سعد والفاکھی کتاب المناقب حدیث زید بن عمرو بن نفیل مصطفٰی البابی مصر ۸ /۱۴۷

[41] دلائل النبوة باب ذکر اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۱۷۴ تا ۱۷۹، تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفة نسبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹و۳۸

نسبًاوخیرکم ابًا[42]۔	

اس حدیث میں **اول** تو نفی عام فرمائی کہ عہد جاہلیت کی کسی بات نے نسب اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اورامر جاہلیت کو خصوص زنا پر حمل کرنا ایک تو تخصیص بلا مخصص، دوسرے لغو کہ نفی زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور۔

ثانیًا ارشاد ہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی قطعًا داخل تولازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اوریہ بحکم آیت بے اسلام ناممکن۔

عاشرًا، اقول: قال اللہ عزوجل: "اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ"[43]۔	**دسویں دلیل: میں کہتاہوں،** اللہ عزوجل نے فرمایا: خدا خوب جانتاہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

آیہ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزّوعلاسب سے زیادہ معزز ومحترم موضع، وضع رسالت کے لیے انتخاب فرماتا ہے ولہٰذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفروشرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی ؟وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے۔ کفار محل غضب ولعنت ہیں اور نور رسالت کے وضع کو محل رضا ورحمت درکار۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر ایک بار خوف وخشیت کا غلبہ تھا، گریہ وزاری فرمارہی تھیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہمانے عرض کی: یاام المومنین !کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلانے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ ام المومنین نے فرمایا:

فرّجت عنی فرّج اللہ عنك[44]۔	تم نے میرا غم دور کیااللہ تعالٰی تمہارا غم دور کرے۔

خود حدیث میں ہے، حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[42] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر معرفۃ نسبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۳۰

[43] القرآن الکریم ۶ /۱۲۴

[44]

ان اللہ ابٰی لی ان اتزوج أوازوج الا اھل الجنۃ۔رواہ ابن عساکر [45] عن ھند بن ابی ھالۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگر اہل جنت سے۔(اس کو ابن عساکر نے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لے پسند نہ فرمایا(کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے)خود حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانور پاک معاذاللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذًا باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

یہ بحمداللہ دس ۱۰ دلیل جلیل ہیں،پہلی چار ارشاد ائمہ کبار اور چھ اخیر فیض قدیر حصہ فقیر،تلك عشرۃ کاملۃ،والحمدللہ فی الاولٰی والاٰخرۃ(یہ دس کامل ہوئیں،اور پہلی اور پچھلی میں سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ت)

تنبیہات باہرہ: حدیث ان ابی واباك [46]۔(بے شک میرا اور تیرا باپ۔ت)میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریق واضح ہے۔

قال تعالٰی:

"قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ" [47]۔	بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا۔(ت)

علماء نے اسی پر لابیہ اٰزر کو حمل فرمایا۔اہل تواریخ واہل کتابین(یہود ونصارٰی)کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سید خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔استغفار سے نہی معاذاللہ عدم توحید پر دال نہیں،صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدیون (مقروض)کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لیے استغفار ہی ہے۔

اقول: حدیث میں ہے:جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بار بار

---

[45] تاریخ دمشق الکبیر رملۃ بنت ابی سفیان صخر بن حرب الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۷۳ /۱۱۰

[46] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۱۴

[47] القرآن الکریم ۲ /۱۳۳

شفاعت فرمائیں گے اور اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جناں فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں۔ شفیع مشفع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا:

یامحمد ارفع راسك وقل یسمع لك وسل تعط واشفع تشفع۔	اے حبیب ! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ (ت)

سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کریں گے:

یارب ائذن لی فیمن قال لا الٰه الا الله۔	اے میرے رب ! مجھے ان کی بھی پروانگی دے دے جنہوں نے صرف لاالٰہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عزّجلالہ ارشاد فرمائے گا:

لیس ذاك الیك لٰكن وعزتی وكبریائی وعظمتی و جبریائی لاخرجن منها من قال لاالٰه الا الله۔رواه الشیخان [48] عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔	یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال وکبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے (اس کو بخاری ومسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)
لاالٰه الا الله محمد رسول الله والحمدلله وصلی الله تعالٰی علی الشفیع الرفیع واٰله وبارك وسلم۔	اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے سچے رسول ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بُلند شان والے شفیع پر اور ان کی آل پر۔ (ت)

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل لا الہ الا اللہ تھے تو نہی از قبیل لیس ذٰلك لك ہے۔ بعدہ رب العزت

[48] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب یوم القیٰمۃ مع الانبیاء وغیرھم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۱۱۸و۱۱۱۹، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۱۰

جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کے لئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالٰی عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لاکر، شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا لہٰذا حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اترلیا اور "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ"[49] (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ت) نے نزول فرماکر دین الٰہی کو تام وکامل کردیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیث احیاء کی غایت ضعف ہے **کما حققہ خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولا عطر بعد العروس** (جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تحقیق فرمادی ہے اور عروس کے بعد کوئی عطر نہیں۔ت) اور حدیث ضعیف درباہ فضائل مقبول **کما حققناہ بما لا مزید علیہ فی رسالتنا الھاد الکاف فی حکم الضعاف** (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ **الھاد الکاف فی حکم الضعاف** میں کردی ہے۔ت بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی۔افضل القری لقراء ام القری میں فرماتے ہیں:

ان اباء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیر الانبیاء وامھاتہ الی ادم وحواء لیس فیھم کافر لان الکافر لا یقال فی حقہ انہ مختار ولا کریم، ولا طاھر، بل نجس، وقد صرحت الاحادیث بانھم مختارون وان الاباء کرام، والامھات طاھرات، وایضا قال تعالٰی وتقلبک فی السجدین علی احد التفاسیر فیہ	یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں، ان کے سوا حضور کے جس قدر اباء وامھات آدم وحواء علیہما الصلوۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامھات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ **تقلبک فی السجدین** (اور نمازیوں میں تمھارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ

[49] القرآن الکریم ۵/ ۳

ان المراد تنقل نورہ من ساجد الی ساجد وحینئذ فھذہ صریح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰمنۃ وعبد اللہ من اھل الجنۃ لانھما اقرب المختارین لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھذاھو الحق، بل فی حدیث صححہ غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ۔ان اللہ تعالٰی احیاھما فاٰمنابہ الخ مختصرا وفیہ طول۔[50]	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنھیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے، مختصر حالانکہ اس حدیث میں طول ہے، ھکذا قال واللہ تعالٰی اعلم
اقول: وبماء قرأت امر الاحیاء اندفع مازعم الحافظ ابن دحیہ من مخالفۃ الایات عدم انتفاع الکافر بعد موتہ کیف وانا لانقول ان الاحیاء لاحداث ایمان بعد کفرہ بل لاعطاء الایمان بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتفاصیل دینہ الاکرام بعد المضی علی محض التوحید	**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ زندہ کرنے کا معاملہ جو تونے پڑھا ہے اس سے حافظ ابن دحیہ کا وہ قول مندفع ہوگیا کہ والدین کریمین کا ایمان ماننے سے ان آیات کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدم انتفاع کا ذکر ہے، یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور آپ کے

[50] افضل القری لقراء ام القری شعر ۶ المجمع الثقافی ابو ظھبی ۱/ ۱۵۱

وحینئذ لاحاجۃ بناالی ادعاء التخصیص فی الایات کمافعل العلماء المجیبون۔	دین کریم کی تفاصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا،اس صورت میں ہمیں آیات کریمہ تخصیص کا دعوی کرنے کی ضرورت نہیں جیساکہ جواب دینے والے علماء نے کیاہے۔(ت)

اپنامسلک اس باب میں یہ ہے:۔

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا وللناس فیمایعشقون مذاھب

(میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرناہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔ت)

جسے یہ پسند ہو فبہا، ونعمت ورنہ آخراس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دل صاف رکھے، "اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ"[51] (بیشک یہ بات نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔ت) سے ڈرے۔امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں:

مااحسن قول بعض المتوقفین فی ھٰذہ المسئلۃ الحذر الحذر من ذکر ھما بنقص فان ذٰلك قد یؤذیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لخبر الطبرانی لاتؤذوا الاحیاء بسبب الاموات[52]۔	یعنی کیاخوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم کو ایذاء ہونے کااندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذاء نہ دو۔(ت)

یعنی حضور تو زندہ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایاہے:

"وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝"[53]۔	جو لوگ رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

[51] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۳

[52] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی شعر ۲ المجمع الثقافی ابو ظبی ۱/ ۱۵۴

[53] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے ع

ہشدار کہ رہ بر مردم تیغ است قدم را

(ہوش کر کہ لوگوں پر چڑھائی کرنا قدم کے لیے تلوار ہے۔ت)

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر ادھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟ آدمی اگر جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذاللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے، جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان الامام ان یخطیئ فی العفو خیرله من ان یخطیئ فی العقوبة، رواہ ابن ابی شیبة[54] والترمذی والحاکم وصححه والبیهقی عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها۔	جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔(اس کو ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا، اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ت)

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں: ''کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو''[55]۔ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف معاذاللہ اولاد چنین وچناں سے ہونا کیونکر بے تواتر وقطع نسبت کردیا جائے، یقین برہانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدان ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سرکار نور بار کے ادنٰی ادنٰی غلاموں کے سگان بارگاہ جنّات النعیم میں "سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾"[56] (بلند تختوں) پر تکیے لگائے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید

[54] المستدرك للحاکم کتاب الحدود دار الفکر بیروت ۴ /۳۸۴، جامع الترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود امین کمپنی دہلی ۱/۱۷۱، السنن الکبرٰی کتاب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات دار صادر بیروت ۸ /۲۳۸، المصنف لابن ابی شیبة کتاب الحدود باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات حدیث ۲۸۴۹۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۵ /۵۰۸

[55] احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفة مطبعة المشهد الحسین القاهرة ۳ /۱۲۵

[56] القرآن الکریم ۸۸/ ۱۳

عزّجلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ ادھر کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش اللہ! ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں، جو صریح ہے ہر گز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہر گز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کردئے تواقل درجہ وہی سکوت وحفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

نکتہ الٰہیہ اقول: ظاہر عنوان باطن ہے اوراسم آئینہ مسمّٰی الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ت) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا بعثتم الی رجلا فابعثوہ حسن الوجہ حسن الاسم۔رواہ البزار فی مسندہ والطبرانی[57] فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن علی الاصح۔	جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو (اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اوسط میں سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے قول اصح کے مطابق سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اعتبروا الارض باسمائھا۔رواہ ابن عدی[58] عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو حسن لشواھد۔	زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔(اس کو ابن عدی نے سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ شواہد کے لیے حسن ہے۔ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتفاء ل ولا یتطیر وکان یعجبہ الاسم الحسن۔رواہ الامام احمد[59] و	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نیک فال لیتے، بدشگونی نہ مانتے اوراچھے نام کو دوست رکھتے۔(اس کو امام احمد، طبرانی اور بغوی نے شرح السنۃ

[57] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۴۳ مکتبہ المعارف ریاض ۸/ ۳۶۵، کنزالعمال بحوالہ البزار وطس عن ابی ھریرۃ حدیث ۱۴۷۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۴۵

[58] الجامع الصغیر بحوالہ عدی عن ابن مسعود حدیث ۱۱۳۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۴

[59] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۷ و ۳۰۴۳۱۹، شرح السنۃ للبغوی حدیث ۳۲۵۴ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/ ۱۷۵، مجمع الزوائد بحوالہ احمد وطبرانی کتاب الادب باب ماجاء فی الاسماء الحسنۃ دارالکتاب بیروت ۸/ ۴۷

الطبرانی والبغوی فی شرح السنۃ۔	میں روایت کیا ہے۔ت)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔رواہ الترمذی[60]۔	مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ت)

وفی اخرٰی عنہا (اور ام المومنین سے ہی دوسری روایت میں ہے۔ت):

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حوّلہ الی ماھو احسن منہ۔رواہ الطبرانی[61] بسندہ وھو عند ابن سعد عن عروۃ مرسلا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے تو اس سے بہتر بدل دیتے (اس کو طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ متصلاً روایت کیا ہے اور وہ ابن سعد کے نزدیک عروہ سے مرسلاً مروی ہے۔ت)

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایتطیر من شیئ وکان اذا بعث عاملا سأل عن اسمہ فاذا اعجبہ اسمہ فرح بہ ورؤی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہ رؤی کراھیۃ ذٰلک فی وجہہ واذا دخل قریۃ سأل عن اسمہا فاذا اعجبہ اسمہا فرح بہا ورؤی بشر ذٰلک فی وجہہ وان کرہ اسمہا رؤی کراھۃ ذٰلک فی وجہہ۔رواہ ابو داؤد[62]۔	مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اوراس کی خوشی چہرہ انور میں نظر آتی اوراگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرہ اقدس پر ظاہر ہوتا، اورجب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اس کا نام دریافت فرماتے، اگر خوش آتا مسرور ہو جاتے اوراس کا سرور روئے پُرنُور میں دکھائی دیتا، اوراگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔(رواہ ابو داؤد)

[60] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی تغیر الاسماء امین کمپنی دہلی ۲ /۱۰۷

[61] کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عروۃ مرسلاً حدیث ۱۸۵۰۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷ /۱۵۷

[62] سنن ابو داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر باب فی الطیرۃ والخط آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۱۹۱

اب ذرا چشم حق بین سے حبیب صلی اللہ تعالٰی کے ساتھ مراعات الٰہیہ کے الطاف خَفِیّہ دیکھئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے امت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالٰی کو عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں (اس کو امام مسلم، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ت)	احب اسمائك الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن۔ رواہ مسلم[63] وابو داؤد والترمذی وابن ماجة عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے۔ جد امجد حضرت عبدالمطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب واطہر مشتق محمد واحمد وحامد ومحمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا۔ جدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ، اس نام پاک کی خوبی اظہر من الشّمس ہے۔ حدیث میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالٰی عنھا کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو ناز دوزخ سے آزاد فرمایا۔ (اس کو خطیب نے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ت)	انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالٰی فطمھا ومحبیھا من النار، رواہ الخطیب[64] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

حضور کے جدِّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنٰی عطاوبخشش، ان کا قبیلہ بنی زہراء جس کا

---

[63] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ما یستحب من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲ /۱۰۶، سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب ماجاء ما یستحب من الاسماء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳

[64] تاریخ بغداد بحوالہ خط عن ابن عباس ترجمہ ۶۷۷۲عالم بن حمید الشمیری دارالکتاب العربی بیروت ۱۲ /۳۳۱، کنز العمال حدیث ۳۴۲۲۶ و ۳۴۲۲۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۱۰۹

حاصل چمک وتابش۔جدہ مادری یعنی نانی صاحبہ بّرہ یعنی نیکوکار، کما ذکرہ ابن ھشام فی سیرتہ[65] (جیسا کہ ابن ہشام نے اس کو اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔ت)

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مرضِعہ ثُوَیبَہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق، اور اس فضل الٰہی سے پوری طرح بہرور حضرت حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

ان فیك خصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ[66]۔	تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری درنگ اور بُردباری۔

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت ونیک طالعی ہے، شرف اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں،

کما بینہ الامام مغلطائی فی جزء حافل سماہ التحفۃ الجسمیۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ[67]۔	جیسا کہ امام مغلطائی نے اسکو ایک بڑی جُزء میں بیان فرمایا ہے جس کا نام انہوں نے "التحفۃ الجسمیۃ فی اثبات اسلام حلیمۃ" رکھا ہے۔(ت)

جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا کما فی الاستیعاب[68] عن عطاء بن یسار (جیسا کہ استیعاب میں عطا بن یسار سے مروی ہے۔ت) ان کے شوہر جن کا شیر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سنو، وہ کہتے ہیں مردے جئیں گے، اور اللہ نے دو گھر جنت ونار بنا رکھے ہیں۔انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روز قیامت۔

[65] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام زواج عبداللہ من آمنہ بنت وھب دار ابن کثیر بیروت ۱/ ۱۵۶

[66] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵

[67] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفہ بیروت ۳/ ۲۹۴

[68] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ترجمہ ۳۳۳۶ حلیمۃ السعدیۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۳۷۴

حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کرکے کہا کرتے: اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔ رواہ یونس بن بکیر[69]۔ (اس کو یونس بن بکیر نے روایت کیا ہے۔ ت) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اصدقها حارث وهمام۔ رواه البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والنسائی عن ابی الهیثمی رضی الله تعالٰی عنه[70]	سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہمام ہیں۔ (اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور ابوداؤد ونسائی نے ابو الہیثمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے، جن کے لیے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پستان چپ چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے کما عند ابن سعد[71] فی مرسل صحیح الاسناد (جیسا کہ ابن سعد کے نزدیک صحیح الاسناد مرسل میں ہے۔ ت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں، سلاتیں، اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ یعنی نشان والی، علامت والی، جو دُور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہا[72]۔

---

[69] الروض الانف بحوالہ یونس بن بکیر ابوہ من الرضاعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ /۱۰۰، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة یونس بن بکیر المقصد الاول ذکر رضاعه الله صلی الله علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۱/۱۴۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة یونس بن بکیر المقصد الثانی الفصل الرابع ذکر رضاعه الله صلی الله علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۳ /۲۹۴

[70] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰، الادب المفرد باب ۳۵۶ حدیث ۸۱۴ المکتبة الاثریة سانگلہ ہل ص ۲۱۱

[71] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من ارضع رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ دار صادر بیروت ۱ /۱۱۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول ذکر رضاعه صلی الله علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۱ /۱۴۲ و۱۴۳

[72] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الثانی الفصل الرابع ذکر رضاعه الله صلی الله علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۲۹۵/۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول ذکر رضاعه الله صلی الله علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۱ /۱۴۶

حضرت حلیمہ حضور پُرنُور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھائی صورت دیکھی جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنٰی زن شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے، **ذکرہ ابن عبدالبر**[73] (اس کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے۔ت)

بعض علماء نے حدیث "**انا ابن العواتك من سليم**" (میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں۔ت) کو اسی معنٰی پر محمول کیا۔ **نقله السهيلی**[74] (اس کو سُہیلی نے نقل کیا ہے۔ت)

اقول: الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل عطانہ ہوئی، یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے تین عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرمادیا ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(جو کمالات سب رکھتے ہیں تُو تنہا رکھتا ہے۔ت)

وصلى الله تعالٰى عليك وعليهم وبارك وسلم۔	اللہ تعالٰی آپ پر اور ان (انبیاء سابقہ) پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ (ت)

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

لم ترضعه مرضعة الا اسلمت۔ ذكره فی كتابه سراج المريدين[75]۔	سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں۔ (اس کو امام ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب سراج المریدین میں ذکر کیا ہے۔ت)

[73] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بحواله الاستيعاب المقصد الاول دار المعرفة بيروت ۱/ ۱۳۷

[74] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بحواله الاستيعاب المقصد الاول دار المعرفة بيروت ۱/ ۱۳۷

75

بھلایہ تو دودھ پلانا تھاکہ اس میں جزئیت ہے، مرضعہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام برکت اورام ایمن کنیت کہ یہ بھی یُمن وبرکت و راستی وقوت، یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالٰی عنہن، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہیں فرماتے: **انت امی بعد امی**[76]۔ تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اترا، پی کر سیراب ہوئیں، پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اورپیاس نہ ہوتی۔ **رواہ ابن سعد**[77] **عن عثمان بن ابی القاسم** (اس کو ابن سعد نے عثمان بن ابوالقاسم سے روایت کیاہے۔ت)

پیداہوتے وقت جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیاان کا نام تو دیکھئے شفاء، **رواہ ابو نعیم**[78] **عنہا**۔ (اس کو ابونعیم نے سیدہ شفاء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت) یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدہ ماجدہ وصحابیہ جلیلہ ہیں۔ اورایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

اے چشم انصاف ! کیاہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطور جزاف تھا؟ کلاواللہ بلکہ عنایت ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چُنے۔ پھر محل غور ہے جو اس نور پاک کو برے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا، اور بُرا کام بھی کون سا، معاذاللہ شرک وکفر، حاشا ثم حاشا، اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے، جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذاللہ چنین وچناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو ع

خدا دیکھانہیں قدرت سے جانا

---

[76] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۱۷۴، المواھب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۱۷

[77] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ام ایمن واسمہابرکۃ دارصادر بیروت ۸ /۲۲۴، شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المصدالثانی الفصل الرابع دارالمعرفۃ بیروت ۳ /۲۹۵

[78] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الحادی عشر عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۴۰

ع مابندہ عشقیم ودِ گر ہیچ ندانیم

(ہم عشق کے بندے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ت)

فائدہ ظاہرہ: در بارہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما یہی طریقہ انیقہ اعنی نجات نجات نجات کہ ہم نے بتوفیقہٖ تعالٰی اختیار کیا، تنوع مسالک پر مختارِ اجلہ ائمہ کبار اعاظم علمائے نامدار ہے،ازاں جملہ:

(۱) امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں،از انجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(۲) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(۳) حافظ الشان محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(۴) امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(۵) حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں،بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(۶) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(۸) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(۹) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(۱۰) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(۱۱) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(۱۲) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(۱۳) امام ابو عبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(۱۴) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبّی صاحب تذکرہ۔

(۱۵) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(۱۶) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(۱۷) خاتم الحفاظ مجدد القران امام العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(۱۸) امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

(۱۹) شیخ نورالدین علی الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بفضل اللہ تعالٰی فی الدارین من الناجین۔

(۲۰) علامہ ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(۲۱) علامہ محقق سنوسی۔

(۲۲) امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(۲۳) علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(۲۴) خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

(۲۵) امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(۲۶) زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

(۲۷) علامہ سید احمد حموی صاحب غمزالعیون والبصائر۔

(۲۸) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۲۹) علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(۳۰) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۳۱) شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(۳۲) علامہ۔۔۔۔۔۔ صاحب کنزالفوائد۔

(۳۳) مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت۔

(۳۴) علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشیٔ درمختار۔

(۳۵) علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار **وغیرہم من العلماء الکبار والمحققین الاخیار علیہم رحمۃ الملك العزیز الغفار** (ان کے علاوہ دیگر علماء کبار اور پسندیدہ محققین ان پر عزت والے، بخشنے والے بادشاہ کی رحمت ہو۔ت)

ان سب حضرات کے اقوال طیبہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں مگر فقیر نے یہ سطور نہ مجرد نقل اقوال کے لئے لکھیں نہ مباحث طے کردہ علماء عظام خصوصًا امام جلیل جلال سیوطی کے ایراد بلکہ مقصود اس مسئلہ جلیلہ پر چند دلائل جمیلہ کا سنانا اور بہ تصدق کفش برداری علماء جو فیض تازہ قلب فقیر پر فائض ہوئے، انتفاع برادران دینی کے لئے ان کا ضبط تحریر میں لانا کہ شائد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ تمام جہاں سے اکرم وارحم وابرّ واوفٰی ہیں، محض اپنے کرم سے نظر قبول فرمائیں اور نہ کسی

صلے میں بلکہ اپنے خاص فضل کے صدقے میں اس عاجز بے چارہ، بیکس، بے یار کا ایمان حفظ فرماکر دارین میں عذاب وعقاب سے بچائیں۔ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

(کریموں پر بڑے بڑے کام دشوار نہیں ہوتے۔ت)

پھر یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی وامام الحرمین وامام ابن السمعانی وامام کیاہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اور ائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے کما لایخفٰی علی من لہ اجالۃ نظر فی علمی الاصولین۔ (جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس کی اصولی علموں پر نظر ہے۔ت) امام سیوطی سُبُل النجاۃ میں فرماتے ہیں:

مال الی ان اللہ تعالٰی احیاھما حتی اٰمنا بہ طائفۃ من الائمۃ وحفاظ الحدیث[79]۔	ائمہ اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔(ت)

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ سے نقل کرتے ہیں:

ذھب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ناجیان محکوم لھما بالنجاۃ فی الاخرۃ وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر ذٰلك و	(خلاصہ یہ کہ) یہ جمع کثیر اکابر ائمہ واجلہ حفاظ حدیث، جامعان انواع علوم وناقدان روایات ومفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوین کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہو چکا ہے ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس

[79] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بحوالہ سبل النجاۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶۸

لایقصرون عنهم فی الدرجة ومن احفظ الناس للاحادیث والاٰثار وانقد الناس بالادله التی استدل بها اولٰئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصاان الاربعة التی استمدمنها فی هٰذه المسألة فلایظن بهم انهم لم یقفواعلی الاحادیث التی استدل بها اولٰئك معاذ الله بل وقفوا علیها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها بالاجوبة المرضیة التی لایردها منصف واقاموا لما ذهبوا الیه ادلة قاطعة کالجبال الرواسی[80] اھ مختصرًا۔	مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے، معاذاللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دئے جنہیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجات والدین شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کئے جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔

بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمہ قائلین نجات کے اقوال وکلمات ذکر کرکے فرماتے ہیں:

هذاماوقفناعلیه من نصوص علمائناولم نرلغیرهم مایخالفه الامایشم من نفس ابن دحیة وقد تکفل بردّه القرطبیُّ[81]۔	یہ ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن دحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبیؒ نے بروجہ کافی اس کارد کردیا۔

تاہم بات وہی ہے جو امام سیوطی نے فرمائی:

ثم انی لم ادّع ان المسألة اجماعیة بل هی مسألة ذات خلافٍ	پھر میں نے یہ دعوی نہیں کیا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے بلکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے (اور اس کا حکم

[80] کتاب الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة شعبان بیروت ۱/ ۲۳۰

[81] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة باب وفاة امه صلی الله تعالٰی علیه وسلم دار المعرفة بیروت ۱/ ۱۸۶

فحکمھا کحکم سائر المسائل المختلف فیھا غیر انی اخترت لہ اقوال القائلین بالنجاۃ لانہ انسب بھذا المقام اھ [82] وقال فی الدرج بعد مادرج فی الدرج الفریقان ائمۃ اکابر اجلاء [83]۔	بھی اختلافی مسائل جیسا ہوگا) مگر میں نے نجات کے قائلین کے اقوال کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہی اس مقام کے زیادہ لائق ہے۔اھ اور درج المنیفہ میں اس بحث کو درج کرنے کے بعد کہا دونوں فریق جلیل القدر اکابر ائمہ ہیں۔(ت)

اقول: تحقیق یہ کہ طالب تحقیق مرہون دست دلیل ہے،ابتداءً ظواہر بعض آثار سے جو ظاہر بعض انظار ہوا ظاہر تھا کہ ان جوابات شافیہ اوراس پر دلائل وافیہ قائم و مستقیم چارہ کار قبول و تسلیم بالا قل سکوت و تعظیم،اللہ الھادی الی صراط مستقیم۔

عائدہ زاہرہ: امام ابو نعیم دلائل النبوۃ میں بطریق محمد بن شہاب الزہری ام سماعہ اسماء بنت ابی رحم،وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں،حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی،محمد صلی اللہ تعالٰی کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف،ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نظر کی،پھر کہا:

بارك فیك اللہ من غلام ۔۔۔ یاابن الذی من حومۃ الحمام

نجابعون الملك المنعام ۔۔۔ فودی غداۃ الضرب بالسھام

بمائۃ من ابل سوام ۔۔۔ ان صحّ ماابصرت فی المنام

فانت مبعوث الی الانام ۔۔۔ من عند ذی الجلال والاکرام

تبعث فی الحل وفی الحرام ۔۔۔ تبعث فی التحقیق والاسلام

دین ابیك البرّ ابراھام ۔۔۔ فاللہ انھاك عن الاصنام

ان لاتوالیھا مع الاقوام [84]

"اے ستھرے لڑکے!اللہ تجھ میں برکت رکھے۔اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے،جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بُلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے،اگر وہ ٹھیک

---

[82] الدرج المنیفۃ فی الاباء الشریفۃ

[83] کتاب الخمیس بحوالہ الدرجۃ المنیفۃ القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ شعبان ۱/۲۳۰

[84] المواہب اللدنیۃ بحوالہ دلائل النبوۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۶۹

اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔''

حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اس پاک وصیت میں جو فراقِ دنیا کے وقت اپنے ابن کریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم کو کی بحمد اللہ توحید ورد شرک توآفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کا بھی پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعث عامہ کے ساتھ ،وللہ الحمد۔

اقول: وکلمۃ ان ان کانت للشك فھو غایۃ المنتھٰی اذ ذاك ولا تکلیف فوقه والا فقد علم مجیئھا ایضاً للتحقیق لیکون کالدلیل علی ثبوت الجزاء وتحققه کقوله صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم لام المؤمنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا رأیتك فی المنام ثلٰث لیال یجیء بك الملك فی سرقة من حریری فقال لی ھذہ امرأتك فکشفت عن وجھك الثوب فاذا ھی انت فقلت ان یکن ھذا من عنداللّٰہ یمضه۔رواہ الشیخان[85] عنھا رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما۔	**اقول:** (میں کہتا ہوں) کلمہ ان اگر شک کے لئے ہے تو وہ غایت منتہی ہے اور اس سے اوپر کوئی تکلیف نہیں، ورنہ اس کا تحقیق کیلئے آنا بھی معلوم ہے تاکہ یہ جزاء کے ثبوت و تحقیق پر دلیل کی طرح ہو جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمانا کہ میں نے تجھے تین راتیں دیکھا فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) تجھے ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو جاری فرمائے گا۔ اس کو شیخین نے ام المومنین سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اس کے بعد فرمایا:

[85] صحیح البخاری کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۷۶۸، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۸۵

کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق وقد ترکت خیرا وولدت طھرًا[86]۔	ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا، اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالٰی عنہا وصلی اللہ تعالٰی علی ابنہا الکریم وذویہ وبارك وسلم (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہوا اور درود وسلام اور برکت نازل فرمائے ان کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر۔ت)

اور ان کی یہ فراست ایمان اور پیشن گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا۔ عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق مغارب ارض میں محافل مجالس انس وقدس میں زمین وآسمان گونج رہے ہیں اور ابدالآباد تک گونجیں گے وللہ الحمد۔

عبرت قاہرہ: سید احمد مصری حواشی در میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راہ میں ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں، انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

اٰمنت ان ابا النبی وامّہ	احیاھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھدا لہ برسالۃ	صدق فتلك کرامۃ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ	فھو الضعیف عن الحقیقۃ عاری[87]

"یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے

[86] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر وفاۃ آمنۃ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۶۹۔۱۷۰

[87] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۲/ ۸۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔''

یہ اشعار سنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلادے، ہاں جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا کہ لقمہ حرام کھانے میں نہ آئے۔

ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہو کر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا، کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اس ربانی ہادی، غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔[88] انتہٰی۔

اے شخص! یہ عالم بہ برکت علم، نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرمادی خوف کر کہ تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذاللہ کہیں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا باعث ایذاء نہ ہو جس کا نتیجہ معاذاللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسباب مقت (ناراضگی) وحجاب وبیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

یا ارحم الراحمین ارحم فاقتنا یا ارحم الراحمین ارحم ضعفنا تبرأنا من حولنا الباطل وقوتنا العاطلة والتجانا الی حولك العظیم وطولك القدیم وشهدنا بان لاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰه رب العٰلمین وصلی اللّٰه تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد	اے بہترین رحم فرمانے والے! ہمارے فاقہ اور ضعف پر رحم فرما، ہم اپنی باطل طاقت اور بیکاری قوت سے براءت کرتے ہیں اور تیری عظیم طاقت اور قدیم قوت کی پناہ چاہتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عزت وعظمت والے خدا کے سوا نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی، اور ہماری گفتگو کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے ہمارے آقا

[88] حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبة العربیه کوئٹہ ۲ /۸۱

وآلہٖ وصحبہٖ وذریتہٖ اجمعین اٰمین۔	و مولٰی محمد مصطفٰی پر، آپ کی تمام آل پر، آپ کے تمام صحابہ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔ آمین۔ (ت)

الحمدللہ یہ موجز رسالہ اواخر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" [عہ] نام ہوا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

ختم ہوا۔